بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۳۱ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝۳۲

ترجمہ: اور نہ ہوجانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعۃ المبارک

"۲۲ مارچ ۲۰۱۳ بمطابق ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ ھجری"

عنوان

مسلمانوں کی زندگی کا سب سے اہم مسئلہ

زیر اہتمام: شعبہ دینی امور جوہری ٹرسٹ (جامع مسجد الرحمٰن، نئی آبادی اٹاری سروبہ، لاہور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمد اللہ ہمارا کسی فرقہ، کسی مسلک، کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت، لسانیت اور فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کے لیے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہٰذہ ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نور قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری کوتاہی ہے۔ اس ادنٰی سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کے لیے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کے لیے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

زیر نگرانی: محترم جاوید اختر جوہری صاحب

صدر جوہری ٹرسٹ و جامع مسجد الرحمٰن

اب آپ خطبہ جمعۃ المبارک انٹرنیٹ پر بھی دیکھ سکتے ہیں:

www.johritrust.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۝

ترجمہ:

اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو۔ جیسا کہ جہاد کا حق ہے اس نے تمہیں منتخب کیا ہے اور تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ اپنے باپ ابراہیم کے دین کو مضبوطی سے تھام لو، اس نے پہلے بھی تمہارا نام مسلم رکھا تھا، اور اس (قرآن) میں بھی، تاکہ یہ رسول تمہارے لیے گواہ بنیں، اور تم دوسرے لوگوں کے لئے گواہ بنو

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا مقصد:

آپ حضرات اس سے سے واقف ہونگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لیے نہیں آئے تھے کہ دنیا کی قوموں میں مسلمان نام کی قوم کا اضافہ کردیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانی دنیا کے لیے زندگی کا ایک خاص نظام لے کر آئے تھے۔ اس نظام کے خاص عناصر اور خاص عنوانات یہ تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کی جزا و سزا پر ایمان و یقین، اچھے اعمال اور پاکیزہ اخلاق، اور دنیا میں نیکی کو رائج کرنے لیے مخلصانہ فکر و کوشش۔ زندگی کے اسی نظام کا نام اسلام تھا۔ اور یہ دنیا کے لیے کوئی نیا اور نرالا نظام نہ تھا، بلکہ اصولی اور بنیادی طور پر وہی نظام تھا، جس کی دعوت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے آنے والے سب پیغمبروں نے اپنے اپنے زمانے میں انسانوں کو دی تھی۔ بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نظام زندگی کو آخری اور مکمل شکل میں لے کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغمبرانہ درد مندی اور دل سوزی کے ساتھ انسانوں کو اس نظام زندگی کی دعوت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت اس دنیا میں پیغمبر بن کر تشریف لائے تو پیغمبروں کا نام لینے والی چند قومیں موجود تھیں۔ حضرت موسیٰؑ کی امت موجود تھی، حضرت عیسیٰؑ کی امت موجود تھی، حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیلؑ کے نام لیوا بھی موجود تھے لیکن یہ واقعہ ہے کہ ان کے پاس وہ زندگیاں نہیں تھیں جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ اپنے اپنے وقت پر لے کر آئے تھے، ایمان، اعمال اور اخلاق سب کا نقشہ بگڑا ہوا تھا۔ اور سب اس قدر بگڑا ہوا تھا کہ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ سب اللہ کو بھولے ہوئے تھے۔ آخرت کی جزا و سزا سے سب بے فکر تھے اور غافل تھے، اس لیے اعمال گندے اور اخلاق درندوں کی طرح کے سے تھے، بہر اس بگڑی ہوئی حالت میں اور اس اندھیری حالت میں سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کی جزا اور سزا پر ایمان لانے کی اور اچھے اعمال و اخلاق اختیار کرنے کی دعوت دی، اور اس ایمان اور اعمال و اخلاق کا ایک مکمل اور تفصیلی نقشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ میں نے جیسا کہ ابھی عرض کیا تھا، کہ اسی کا نام اسلام تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اصلی کام زندگی کے اسی نظام اور نقشے کی دنیا کو دعوت دینا اور اسلام کے نقشے کی اشاعت تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت کی دنیا کے سامنے اس کو پیش کرتے ہوئے اس کے نازل کرنے والے پروردگار کی طرف سے اعلان کیا کہ زندگی کا صرف یہی نقشہ اس یہاں مقبول ہے اور پسندیدہ بھی ہے۔ اور اس کے مطابق زندگی گزارنے والے ہی اس کے وفادار ہیں اور اس کی رحمتوں کے مستحق بندے ہیں اور اس کے سوا اس سے مختلف زندگی گزارنے کے جتنے بھی نقشے ہیں وہ سب اس ہاں مردود اور مبغوض ہیں۔ اس لیے اس کا فیصلہ ہے کہ جو اس کے تجویز کیے ہوئے اور نازل کیے ہوئے اس طریقہ زندگی کو اپنائیں گے جو میں لے کر آیا ہوں اور اس پر چلیں گے، ان کو اللہ تعالیٰ کی خاص رضا نصیب ہوگی، جس کا نتیجہ یہ ہوگا، کہ مرنے کے بعد والی آخرت کی اس زندگی میں جو کبھی ختم نہ ہوگی، وہ انتہائی درجہ کے عیش و آرام میں رہیں گے، اور اس دنیا پر بھی ان کے مالک کا ان پر خاص رحم و فضل ہوگا، اور جب اس طریقے پر چلنے والوں کی، یعنی ایمان، اعمال اور اخلاق کے اس خداوندی نقشے پر زندگی گزارنے والوں کی کوئی قوم اور امت

اس دنیا میں ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کو اس دنیا کا انتظام بھی سپرد کر دے گا، اور یہ دنیا گویا اس کے چارج میں دے دی جائے گی۔

اسلام کا ابتدائی دور:

جس وقت آپ ﷺ نے دنیا کے سامنے زندگی کا نقشہ پیش کیا اور لوگوں کو اس کی دعوت دی، اس وقت اس پوری دنیا میں کوئی بھی اس نقشے پر چلنے والا نہیں تھا۔ بس آپ ﷺ اکیلے ہی اس نظام پر زندگی گزارنے والے تھے، پھر آپ ﷺ کے زمانے کے کچھ نیک بخت لوگوں نے آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کیا، اور آہستہ آہستہ ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ کچھ عرصہ بعد اس طریقہ زندگی پر آنے والوں اور اس پر چلنے والوں کی ایک چھوٹی سی جماعت بن گئی۔ اس وقت یہ جماعت بس مدینہ کی بستی اور اس کے قرب وجوار کی چھوٹی چھوٹی آبادیوں میں تھی۔ گویا پوری دنیا کے بحر ظلمات اور اندھیرے سمندر میں یہ ایک چھوٹا سا نورانی جزیرہ تھا۔ جس کی زندگی کا نقشہ ساری دنیا کی آبادیوں سے مختلف تھا، یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے اور آپ ﷺ کے سے تربیت پائے ہوئے مسلمانوں کی مختصر سی جماعت تھی۔ تاریخ میں اس جماعت کی زندگی کا نقشہ اس طرح محفوظ ہے، کہ آپ اس وقت رات ہونے کے باوجود جس طرح مجھے بجلی کی روشنی میں دیکھ رہے ہیں اور میں آپ کو دیکھ رہا ہوں، اسی طرح تاریخ کی روشنی میں ہم آج بھی تیرہ سو برس گزرنے کے باوجود اس جماعت کے زندگی کے نقشے اور اس کے خدوخال کو دیکھ سکتے ہیں، بلکہ دیکھ رہے ہیں، ان سب کا حال یہ تھا، کہ اللہ کا خوف اور آخرت کا عنصر ان کی زندگیوں میں ہر دوسری چیز سے غالب تھا، یہ ہر معاملے میں اپنے دل کی خواہش اور دلی چاہت یا اپنی ذاتی منفعت و مصلحت کے بجائے اللہ کے حکم کو دیکھتے تھے اور اسی کے مطابق عمل کرتے تھے، ان کے اخلاق انبیاؑ کے نمونہ تھے، دنیا میں بھلائی پھیلانے کے لیے اور بگڑے ہوئے انسانوں کو اللہ کا بندہ بنانے کے لیے اور اللہ سے بچھڑے ہوؤں کو اللہ سے ملانے کے لیے اور جنت تک پہنچانے کے لیے ہر طرح کی تکلیفیں اٹھانے اور مصیبتیں جھیلنا ان کا خاص کردار اور شعار تھا۔ اگرچہ ان کی تعداد اتنی کم تھی کہ آج ایک ایک شہر میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے، اسی طرح مال و دولت میں بھی ان کے پاس اتنی کمی تھی کہ میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں، اس وقت کے تمام مسلمانوں کی مجموعی دولت مل کر بھی اتنی نہ تھی جتنی آج ہمارے ایک آدمی کے پاس ہے۔ اسی طرح علم و ہنر اور قوت اور طاقت کے دوسرے ظاہری اسباب سے بھی وہ خالی ہاتھ تھے مگر چونکہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی زندگی کو اپنا لیا تھا اور اس طرح اللہ کی خاص رضا اور نصرت و اعانت کا استحقاق پیدا کر لیا تھا۔ اس لیے تعداد اور دوسرے مادی وسائل کی اتنی کمی کے باوجود اس وقت کی پوری دنیا کے مقابلے میں بھاری اور وزنی تھے اور دنیا ان کے سامنے جھکنے پر مجبور تھی۔

اس سے میرا اشارہ ان ملکی فتوحات اور اس سیاسی بالاتری کی طرف نہیں ہے جو قرن اول کے ان مسلمانوں کو حاصل ہوئی تھیں۔ بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ ایمان وعمل صالح اور پیغمبروں کے طریقے پر انسانیت کی مخلصانہ خدمت و رہنمائی کی وجہ سے اس وقت کی دنیا میں وہ سب سے ممتاز اور سب سے بالاتر تھے اور دنیا کی زندگی پر سب سے زیادہ اثر ان کے فیصلوں کا پڑتا ہے۔

موجودہ مسلم امت کا حال:

رسول اللہ ﷺ کے اس دنیا سے اٹھا لیے جانے کے بعد بھی کچھ عرصہ تک امت کی زندگی کا نقشہ یہی رہا لیکن اور زمانہ گزر جانے کے بعد زندگی کے اس نقشے میں فرق پڑنا شروع ہوگیا، ایمان و یقین میں کمزوری آئی، اعمال و اخلاق میں بھی فرق آیا اور اس کے نتیجے میں اس کے ساتھ اللہ کے معاملہ میں بھی فرق آگیا پھر یہ فرق برابر بڑھتا گیا اور اسی کے نتیجے میں اس کے ساتھ اللہ کے معاملہ میں بھی فرق آگیا اور اسی تناسب سے امت کے حالات بگڑتے گئے، یہاں تک کہ تیرہ صدی گزرنے کے بعد آج مسلمان کہلانے والی وہ امت اس حال میں ہے جو ہمارے اور آپ کے سامنے ہے اور اب صورت یہ ہے کہ اس امت کی تعداد تو بڑھ گی ہے جس کا قرن اول کے مسلمانوں نے غالباً کبھی تصور بھی نہ کیا ہوگا لیکن جو زندگی حضور ﷺ لے کر آئے تھے اور جس کی بنیاد پر مسلمان دنیا

میں ممتاز امت بنے تھے اور جس کے صدقہ میں اللہ تعالی کی رضا اور نصرت ان کو حاصل تھی وہ اس وقت چھوٹی سے چھوٹی کسی مسلمان بستی کی بھی زندگی نہیں۔

آج مسلمان کہلانے والوں کی غالب اکثریت کے قلوب اس ایمان ویقین سے خالی ہیں جو رسول اللہ ﷺ لے کر آئے تھے اس کی بجائے بس ایک کمزور ساعقیدہ اور زبانی اقرار رہ گیا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں زندگی میں آخرت کی فکر نہیں، اعمال اسلامی نہیں، اخلاق اسلامی نہیں ،معاملات اسلامی نہیں، الغرض اسلام کے اقرار واعتقاد کے باوجود ظاہری اور باطنی زندگی اسلامی نہیں۔

میرے بھائیو!

اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ جو زندگی لائے تھے اور جس کی آپ ﷺ دعوت دیتے تھے اور جس کا نام اسلام تھا وہ پوری کی پوری قرآن مجید اور آپ ﷺ کی سنت میں محفوظ ہے، ایک طرف اس کو دیکھیے اور دوسری طرف مسلمان کہلانے والی اس امت کو، کوئی بھی دیکھنے والا یہ نہیں کہ سکتا کہ ان دونوں میں کوئی مناسبت ہے اور مطابقت ہے، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت عام مسلمانوں کی جو زندگی ہے رسول اللہ ﷺ ایسی زندگیوں کو مٹانے آئے تھے، لیکن اس وقت ہماری بدبختی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ امت کی اکثریت کی زندگی وہی ہے اور دلوں میں اس پر کوئی بے چینی اور کوئی خاص خلش بھی نہیں ہے۔

میرے بھائیو! مجھے اس وقت آپ سے یہی کہنا ہے کہ ہم مسلمان کی زندگی کا سب سے بڑا سانحہ اور سب سے زیادہ فکر اور توجہ کے قابل مسئلہ یہی ہے۔ اور اس سلسلہ میں آپ سے ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس امت کی ایک خاص حیثیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم ہو گیا ہے اب نبوت والا کام بطور نیابت کے اس امت کے سپرد کر دیا گیا ہے، یعنی اب اس امت کی ذمہ داری ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو زندگی اللہ کی طرف سے لائے تھے اور جس کو دنیا میں رواج دینے کے لیے آپ ﷺ نے ساری عمر جدوجہد کی ، یہ امت دنیا کے لیے اس زندگی کا نمونہ ہے اور دنیا میں اس کو عام کرنے اور پھیلانے کے لیے پیغمبروں کے طریقے پر مخلصانہ اور غرضانہ جدوجہد بھی کرے۔

اس دنیا میں انسانوں کے مختلف طبقے ہیں اور ان طبقوں کی مختلف ذمہ داریاں اور ڈیوٹیاں ہیں، اللہ تعالیٰ کے آخری نبی کا امتی ہونے کی حیثیت سے یہ آپ ہی کا خاص فریضہ ہے اور اس امت کی امانت کے آپ ہی امین ہیں آپ ہی کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۝

ترجمہ:

اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو۔ جیسا کہ جہاد کا حق ہے اس نے تمہیں منتخب کیا ہے اور تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ اپنے باپ ابراہیم کے دین کو مضبوطی سے تھام لو، اس نے پہلے بھی تمہارا نام مسلم رکھا تھا، اور اس (قرآن) میں بھی ، تاکہ یہ رسول تمہارے لیے گواہ بنیں، اور تم دوسرے لوگوں کے لئے گواہ بنو

کیسے افسوس کی اور قلق کی بات ہے کہ آج ہم ایک ایک ملک میں کئی کئی کروڑ ہیں لیکن حضرت محمد ﷺ کی زندگی اور آپ ﷺ کے پیغام سے بے تعلق ہونے کی وجہ سے کوڑے کرکٹ سے بھی زیادہ بے قیمت ہیں ہمارا وجود آج ہمیں کوئی نفع پہنچا رہا ہے اور نہ دنیا کو اس سے کوئی نفع پہنچ رہا ہے، قیامت کے دن ہم اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔۔؟ اور اس کے برحق نبی جس کا نام لیتے ہیں، ان کی امانت کو اس طرح برباد کرنے اور ان کی تعلیمات وہدایت کے خلاف اس طرح زندگی گزارنے کے بعد ہم آپ ﷺ کو کیا منہ دیکھائیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟ اپنا احتساب کرو اور اس سوال کا جواب خود سے لو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم کو پتا چل جائے گا کہ ہم کہاں جارہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

اگر ہم نے اپنی زندگی میں تبدیلی کا فیصلہ کیا اور یہ طے کیا کہ اب اپنی زندگی کو رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے نقشے کے مطابق بنائیں گے اور آپ کے امتی ہونے کی حیثیت سے جو ذمہ داری اس زندگی کو دنیا میں پھیلانے کی اور پیغمبروں کے طرز پر عام انسانوں کی مخلصانہ اور بے غرضانہ خدمت اور رہنمائی کی ہم پر ڈالی گئی ہے اس کو ادا کرنے کی فکر کریں تو آپ سے کہتا ہوں کہ اس دنیا میں بھی ہم کو عزت و احترام کا مقام حاصل ہوگا اور قبر میں اور حشر میں اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہمارے ساتھ انشاء اللہ خاص رحمت اور عنایت کا ہوگا۔ اور جنت میں ہمارا دوامی ٹھکانہ ہوگا اور اللہ کی دوامی رضا کی سب سے بڑی نعمت بھی ہم کو حاصل ہوگی۔

آخر میں اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ ہم پر اپنا کرم فرما دے اور اللہ تعالیٰ پوری امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے، ہمیں کفار کے غلبے اور تسلط سے محفوظ فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں لے لے۔ آمین

هٰذا ما عندی و علم عند اللہ عزّ و جلّ

دُعائیں

اے رب العرش العظیم ہماری آنکھوں کی روشنی کو قرآنی الفاظ سے تیز فرمادے
اے رب العرش العظیم ہمارے کانوں میں اپنے دین کی مٹھاس بھر دے
اے رب العرش العظیم ہماری زبانوں کو اپنے نور کی مٹھاس سے بھر دے
اے رب العرش العظیم ہمارے دلوں کو اپنے نور سے منور کر دے
اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن صور پھونکا جائے گا
اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن حساب کتاب کے بعد اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا
اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن چہرے سیاہ کر دیے جائے گے
اے رب العرش العظیم ہماری مدد فرما
اے رب العرش العظیم ہمیں سیدھا راستہ دیکھا

فانصر علی القوم الکافرین

فانصر علی القوم الظالمین

فانصر علی القوم المشرکین

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسدان بھی مسلمان تھے دنیا میں ہر نئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے، ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں۔ پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جارہی ہے۔ آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تا کہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ میراث واپس مل جائے اور عظمت رفتہ بحال ہو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہؓ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ